قافلۂ معاد

مدیر کے قلم سے

آہ! جناب ارشد میر ایڈووکیٹ

ارشد میر ایڈووکیٹ ۵ اور ۶ اکتوبر کی درمیانی شب اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ وہ خاصے عرصے سے ذیابیطس کے مریض تھے اور سانس کی تکلیف بھی تھی لیکن ان کی وفات اتنی اچانک ہوئی کہ خبر سنتے ہی سناٹے کی سی کیفیت سے دوچار ہونا پڑا۔

میر صاحب میرے گنتی کے چند مخلص دوستوں میں سے تھے۔ تعلقات کی نوعیت دوستانہ سے بڑھ کر برادرانہ تھی۔ وہ میرے پڑوسی بھی تھے اور مقتدی بھی، مجھ پر قائم ہونے والے بیشتر مقدمات میں وکیل صفائی بھی رہے اور اب شاہ ولی اللہ یونیورسٹی گوجرانوالہ کی تعلیمی کونسل کے رکن کی حیثیت سے اس عظیم تعلیمی منصوبہ کے شریک کار تھے۔

یہ ربع صدی پہلے کا قصہ ہے ریل بازار میں موجودہ سفینہ مارکیٹ کی بالائی منزل میں "الخیام ہوٹل" ہوا کرتا تھا۔ اس ہوٹل میں ہر اتوار کو پچھلے پہر ایک ادبی محفل جمتی تھی جس کا اہتمام "مجلس فکر و نظر" کیا کرتی تھی۔ راقم الحروف ان دنوں مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں زیر تعلیم تھا۔ لکھنے پڑھنے کے جراثیم اسی دور میں چپکے سے دماغ میں سرایت کر آئے تھے اور اسی وجہ سے اس ادبی محفل میں حاضری معمول بن گیا تھا۔ ارشد میر صاحب سے پہلا تعارف وہیں ہوا۔ وہ "مجلس فکر و نظر" کے سیکرٹری تھے اور پروگرام کا نظم انہی کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔ پروفیسر اسرار احمد سہاروی، پروفیسر افتخار ملک مرحوم، جناب عبد اللہ جمال، جناب ضیغم البھاکری، اثر لدھیانوی مرحوم، جناب ایزد مسعود ایڈووکیٹ اور دیگر ارباب دانش سے تعارف کا آغاز بھی وہیں سے ہوا اور راقم الحروف نے اپنا زندگی کا پہلا تحقیقی مقالہ "پروفیسر فلپ کے ہٹی کی کتاب 'عرب اور اسلام' پر ایک تنقیدی نظر" کے عنوان سے مجلس فکر و نظر کی اسی ہفتہ وار ادبی محفل میں پڑھا۔

خالص مولویانہ وضع قطع اور لباس کے ساتھ اس محفل میں "ایڈجسٹ" ہونا ابتدا میں میرے لیے الجھن کا باعث بنا لیکن یہ ارشد میر صاحب کا حوصلہ افزا طرز عمل اور بے تکلفانہ مزاج تھا جس نے اس الجھن اور جھجک سے جلد نجات دلا دی اور پھر تعلقات کے ایک ایسے باب کا آغاز ہوا جس کی گہرائی اور گیرائی کو ماپنے میں آج کے مروجہ پیمانے شاید ساتھ نہ دے سکیں۔

راقم الحروف کا تعلق علماء کے جس قافلہ سے ہے دارو گیر، مقدمات اور نظر بندیاں اس کے ورثہ میں شامل ہیں۔ ایک دور میں قادیانیت کی مخالفت ناقابل معافی جرم تصور ہوتا تھا اور اکثر مقدمات اسی سلسلہ میں ہوتے تھے پھر حکومتِ وقت کی مخالفت پر بھی وقتاً فوقتاً مقدمات کا نشانہ بننا پڑتا۔ گوجرانوالہ میں اس قسم کے مقدمات میں علماء کو میاں منظور الحسن مرحوم کی خدمات بلا معاوضہ حاصل رہتی تھیں جو سینئر وکیل شریف النفس انسان اور ایک اچھے سیاست دان تھے ارشد میر ایڈووکیٹ اس قسم کے مقدمات میں میاں صاحب مرحوم کے شریکِ کار ہوتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد یہ معاملات میر صاحب ہی کے سپرد ہو گئے اور انہوں نے کمالِ خلوص کے ساتھ اس روایات کو نبھایا۔ مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کے بعض مقدمات انہوں نے لڑے ہیں اور راقم الحروف کے درجنوں مقدمات میں ارشد میر مرحوم وکیلِ صفائی رہے ہیں۔ فیس کا تو خیر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ان کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ کاغذات وغیرہ کا خرچ بھی علماء پر نہ پڑے۔

میر صاحب مرحوم مرکزی جامع مسجد کے پڑوسی تھے۔ جامع مسجد کے ساتھ ملحق مدرسہ انوار العلوم کی عقبی دیوار میر صاحب کے مکان کے ساتھ مشترک ہے۔ وہ جمعہ کی نماز اکثر جامع مسجد میں ادا کرتے تھے۔ نماز کے بعد جس روز فراغت ہوتی میرے کمرے میں آجاتے آدھ پون گھنٹہ مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی اور چائے کا دور چلتا۔ ابھی گذشتہ جمعہ کو یہ محفل جمی تھی اور وہی ان سے میری آخری ملاقات تھی۔

ارشد صاحب مرحوم کے صدقات جاریہ میں "شاہ ولی اللہ یونیورسٹی" بھی شامل ہے جس کی تعلیمی منصوبہ بندی اور مشاورت میں وہ ابتداء سے ہمارے شریکِ کار رہے ہیں۔ اس منصوبہ کے تحت جی ٹی روڈ پر اٹاوہ کے ساتھ دو سو ساٹھ کنال زمین خریدنے کے بعد "ابوبکر بلاک" کے نام سے ایک بلڈنگ تعمیر کی گئی ہے جس میں یکم ستمبر سے کالج کی فرسٹ ایئر کی کلاس کا آغاز ہو چکا ہے۔ اس کلاس میں بورڈ کا نصاب پڑھانے کے علاوہ عربی اور اسلامیات کی خصوصی تعلیم اور طلبہ کے ہمہ وقتی اقامتی نظام کے تحت ان کی نظریاتی، اخلاقی اور دینی تربیت کا پروگرام بھی شامل ہے جبکہ دینی مدارس کے فارغ التحصیل طلبہ کو انگریزی، تاریخ، اردو ادب اور تقابلِ مذاہب کی تعلیم دینے کے لیے دو سالہ کورس کا آغاز رمضان المبارک کے بعد کیا جا رہا ہے ان شاء اللہ العزیز۔

شاہ ولی اللہ ٹرسٹ اور یونیورسٹی انتظامیہ کے سربراہ شہر کے معروف صنعت کار الحاج میاں محمد رفیق آف المسلال انڈسٹریز ہیں جبکہ تعلیمی کونسل کے چیئرمین کی حیثیت سے تعلیمی امور کی نگرانی راقم الحروف

کے ذمے ہے۔ ارشد میر صاحب مرحوم بھی تعلیمی کونسل کے رکن تھے اور تعلیمی نظام اور پروگرام کی موجودہ ترتیب میں ان کے مشوروں کا بہت بڑا حصہ ہے۔

گذشتہ جمعہ کی جس ملاقات کا ابھی ذکر ہوا ہے اس میں انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ شاہ ولی اللہ یونیورسٹی میں ایک اچھی اور معیاری لائبریری قائم کی جائے جو اہل علم و دانش کے لیے کشش کا باعث بنے۔ انہوں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ خود بھی اپنی وسیع لائبریری کی چھانٹی کر کے اس مقصد کے لیے کتابیں دیں گے اور دوسرے احباب سے کتابیں دلوانے کی بھی بھرپور کوشش کریں گے۔ لائبریری کا قیام تو ہمارے پروگرام میں شامل ہے اور اس کے لیے ایک ہال مخصوص کر دیا گیا ہے لیکن اسے ارشد میر ایڈووکیٹ جیسے باذوق اور کتاب شناس دوست کی نگرانی میں منظم کرنے کی خواہش اب ایک حسرت ہی رہے گی۔

میر صاحب اچھے مزاح نگار تھے اور مجلسی زندگی میں بھی لطائف و ظرائف اور نکتہ آفرینی کے ذریعہ اہل مجلس کو خوش رکھنا ان کا امتیازی وصف تھا۔ پنجابی ادب میں انہیں نمایاں مقام حاصل تھا اور ادبی محافل میں ان کی موجودگی نوخیز ادیبوں کے لیے حوصلہ افزائی کا باعث ہوتی تھی۔ رائٹرز گلڈ کے سیکرٹری کی حیثیت سے ان کی ادبی خدمات مسلّم ہیں اور اس کے ساتھ تحقیقی اور علمی مضامین بھی ان کی دسترس سے باہر نہ تھے۔ انہوں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاح کے واقعات بڑی کاوش کے ساتھ مرتب کیے تھے اور ابھی آخری ملاقات میں انہوں نے بتایا کہ اسلام کے قانون شہادت پر بھی انہوں نے مفصل مضمون لکھا ہے جس کے بارے میں ان کی خواہش تھی کہ اسے "الشریعۃ" میں شائع کر دیا جائے۔ راقم الحروف نے یہ مضمون شائع کرنے کا وعدہ کیا اور "الشریعۃ" کی مجلس ادارت میں ان کا نام شائع کرنے کی اجازت مانگی جو انہوں نے دے دی۔ ان کا نام گذشتہ شمارہ میں شائع ہو چکا ہے لیکن یہ حسرت خدا جانے کب تک دل کی کسک بنی رہے کہ "الشریعۃ" پابندی کے ساتھ پڑھنے والے اپنے بزرگ دوست کو یہ تازہ شمارہ ان کی زندگی میں پیش نہ کر سکا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کریں اور دنیا کی طرح آخرت میں بھی انہیں ہنسی مزاح سے بھرپور زعفران زار مجلسیں عطا فرمائیں آمین یا الٰہ العالمین۔

حدیث نبوی ﷺ تم میں سے کوئی مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مجھ سے اپنے والدین اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبت نہ کرے۔ (متفق علیہ)